© rasailojaraid.com

مظلوم زبان......ایک فکر انگیز تحریر

☆......☆......☆ تحریر: محمد عابد رحمت متعلم جامعہ سلفیہ ☆......☆......☆

جب بھی کسی قوم کو طاقت سے مسخر کرنا ممکن نہ رہے تو اس وقت دو چالیں چلی جاتی ہیں' ایک یہ ہے کہ ان کے درمیان پھوٹ ڈال دی جائے' ان کو آپس میں لڑا بھڑا کر دلوں میں محبت کی بجائے نفرتوں کی پیوندکاری کر کے اور ایک دوسرے میں میلوں مسافت کی دوری کی خلیج ڈال کر مسخر کیا جائے۔

یہ کہ ان کی تہذیب وتمدن' ان کے رہن سہن' ان کے عادات واطوار اور ان کی زبان کو مٹا کر اپنی تہذیب وثقافت اور زبان کو ان میں پروان چڑھایا جائے' اور ان کے دل ودماغ میں اس کو ثبت کیا جائے تا کہ وہ دشمن کو دشمن نہیں بلکہ دوست اور ہمنوا خیال کرتے ہوئے خود ہی اپنے آپ کو غلامی کے لیے پیش کر دیں۔

کیونکہ زبان احساسات' خیالات اور جذبات کے اظہار کا مؤثر ذریعہ ہے۔ زبان الفاظ سے مل کر بنتی ہے اور الفاظ بذات خود کچھ حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان سے جڑے ہوئے معانی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جن کو ایک فرد سے دوسرے فرد تک پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی بھی زبان کے الفاظ اس قوم کے مزاج' روایات اور تاریخی ارتقاء کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ جن کو استعمال کر کے وہ تبادلہ خیال کرتی ہے۔ کسی دوسری قوم کی زبان یا کوئی اپنی زبان اس کی جگہ میں لے سکتی۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ غیروں کی زبان اس قوم کے ابلاغ پر پہرہ لگا دیتی ہے۔ اسی طرح غیروں کی زبان مستعمار لینے والی قوم ابلاغ کے اوج کمال سے محروم اور گونگی ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قومیں اپنے نظریئے' وقار اور پہچان سے جیا کرتی ہیں اور دوسری تہذیب اور زبان کی محتاج قومیں رفتہ رفتہ اپنا تشخص اور پہچان کھو بیٹھتی ہیں یعنی یہ بات طے ہے کہ جب کوئی دوسری زبان آتی ہے تو وہ اپنے ساتھ اپنا کلچر بھی لے کر آتی ہے اور نئے کلچر کے اس سیلاب میں سب کچھ بہہ جاتا ہے۔

جب اندلس میں عیسائیوں نے حملہ کر کے زبردستی قبضہ کیا تو اس وقت مسلمانوں میں عربی زبان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رائج تھی تمام مسلمانوں میں عربی زبان بولی، لکھی، اور پڑھی جاتی تھی تمام کتابیں عربی رسم الخط میں تھیں لیکن عیسائیوں نے تمام کی تمام عربی کتب کو لوگوں کے گھروں اور لائبریریوں میں زبردستی گھس کر بیچ چوراہے میں ڈھیر کر کے نذر آتش کر دیا اور مسلمانوں کو عیسائیوں کی زبان اپنانے پر زبردستی مجبور کیا اور یہ پابندی عائد کر دی گئی کہ آج کے بعد کوئی بھی مسلمان عربی زبان نہیں بولے گا جس نے اس حکم کی پاسداری نہ کی تو اسے دردناک سزا سے دوچار کیا جائے گا اس خوف سے مسلمان عربی زبان چھپ چھپ کر اپنے گھروں میں ہی بولتے۔

یہ سب گھناؤنا فعل کرنے کا سبب صرف اور صرف یہ تھا کہ انسان جب اپنی تہذیب وثقافت اور اپنی زبان پر قائم دائم رہتا ہے تو انسان کسی نہ کسی طریقہ سے دشمن پر غلبہ پا ہی لیتا ہے۔اور عیسائی اس بات سے بخوبی آگاہ تھے ایک مشہور دانشور اور بیوروکریٹ کے مطابق انہیں کچھ عرصہ پہلے فرانس جانے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں اعلیٰ بیوروکریسی کے لوگوں کو انگریزی زبان پڑھائی اور سیکھائی جارہی تھی اس کا سبب پوچھنے پر کہا گیا کہ ہم شروع میں انگریزی زبان اس لئے نہیں سیکھاتے کہ اس سے ہمارے لوگ اپنے ہیروز' اپنی اقدار اور تاریخ کو بھلادیں گے اور غیروں کے ہیرو' اخلاقی اقدار اور روایات کو اپنالیں گے۔اسی طرح سنگاپور میں انگریزی زبان کا لفظ مقامی زبان کے ساتھ ملانے پر تین پاؤنڈ جرمانہ کیا جاتا ہے۔لیکن جب کوئی قوم اپنے ان قیمتی ورثوں کو گنوادے تو پھر دنیا کی کوئی بھی طاقت اسے غالب نہیں کر سکتی بلکہ وہ مغلوب ہو کر رہ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں یہ نقطہ آسان پیرائے میں سمجھا دیا۔

فرمان الٰہی ہے؛انا انزلنہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون (سورۃ یوسف آیت 2)

''ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم سمجھ بوجھ رکھو''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو انسان اپنی زبان پر قائم دائم رہتا ہے وہ عقل منداور باشعور کہلاتا ہے اور جو اپنی زبان سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے تو وہ بے عقل اور بے شعور کہلاتا ہے کیونکہ یہ قرآن عربوں کی طرف نازل ہوا اور وہ اہل زبان تھے۔تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کیجئے تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ عربوں کے پاس شروع شروع میں کیا تھا۔؟ فقط شعروشاعری اور چند قصیدے جو خانہ کعبہ کی دیواروں پر لکھے ہوتے یعنی دنیاوی علوم فنون کے اعتبار سے ان کے پاس نہ فلسفہ تھا' نہ طب تھی اور نہ ہی سائنس مگر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب ان کی نظر علوم کی دنیا پر پڑی تو انہوں نے پوری دنیا کے علم کا اپنی زبان میں ترجمہ کرنا شروع کیا۔ ہارون الرشید کے دور حکومت میں ایک ایک مترجم کی 30 ہزار دینار تنخواہ تھی' جو مختلف زبانوں کی کتابوں کو عربی میں لے کر آتا تھا۔ پھر جب دنیا کے علم کو اکٹھا کیا گیا تو عرب کی تاریخ میں ہمیں جابر بن الحیان وابن الہیثم' بوعلی سینا اور الکندی جیسے سائنسدان طب دان اور فلسفہ دان ملے جنہوں نے علوم وفنون کی تاریخ کا دھارا ہی بدل دیا۔

پھر عرب جہاں بھی گئے وہ فاتح ہی کہلائے نہ کہ مفتوح۔ جب عرب کی فتوحات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلا تو نہ صرف عرب کے رہے سہے قبائل تسخیر ہوئے۔ بلکہ عجمی بھی اس فتوحات کے نہ تھمنے والے طوفان کے دھارے میں تنکے کی طرح بہہ گئے۔ جب اہل عجم اسلام میں داخل ہوئے اور عربی زبان کا اثر وسیع ہونے لگا تو عجمی لوگ زبان کے بولنے میں طرح طرح کی غلطیاں کرنے لگے زبان کے خراب ہونے اور مسخ ہونے کا اندیشہ ہوا۔ اسی طرح قرآن پاک کے الفاظ کی صحت قائم رکھنے کے لیے سب سے پہلے زبان کی نحو یعنی گرائمر کی طرف توجہ دینی پڑی۔

سب سے پہلا شخص ابوالاسود اؤلی تھا۔ جیسے ایک قاری کو قرآن کی آیت غلط پڑھتے ہوئے خیال گزرا اگر خدانخواستہ یہی حالت رہی تو اندیشہ ہے کہ قرآن پاک کے معنی کچھ کے کچھ ہو جائیں گے۔

پھر حضرت علیؓ نے الوالاسود الاؤلی کے اس خیال اور اندیشے کو بھانپتے ہوئے گرائمر کا پہلا قاعدہ یہ بتایا کہ "سارا کلام اس سے خالی نہیں کہ یا تو وہ اسم ہوگا یا فعل ہوگا یا حرف ہوگا" پھر اس کے بعد اس کے قواعد وضوابط لکھے گئے تاکہ قرآن اور مسلمان غالب رہیں۔

آج کچھ ایسی ہی صورت حال کا سامنا ہم بحیثیت قوم 65 برسوں سے کر رہے ہیں۔ وہ زبان جو انگریز ہمیں دے کر گئے تھے اور جو غلامی کی یادگاروں میں سے ایک ہے' اسے ہم نے ترقی کا زینہ سمجھ لیا اور تعلیم اور دفاتر کی زبان کے طور پر اسے پروان چڑھایا۔ اور ہمارے حکمرانوں نے پاکستان کے سکولوں سے اردو زبان کو نکال باہر کرنے کی حتی المقدور سعی کر ڈالی ہے۔ اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہیں اب تمام پرائمری' مڈل' اور ہائی سکول اردو میڈیم کو چھوڑ کر انگلش میڈیم کا درجہ پا گئے ہیں۔ اب لوگ اردو زبان بولنے لکھنے اور پڑھنے کو باعث عار سمجھنے لگے ہیں' جس کی وجہ سے بہت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے طلبہ اور والدین کو انگریزی زبان کے لئے اگر نجی تعلیمی اداروں کا رخ کرنا پڑتا ہے تو یہ ان کے لیے مالی مشکلات کا باعث بنا ہوا ہے۔ اور بہت سوں کے لئے یہ اصول تعلیم ایک رکاوٹ بھی اسی طرح یہ معاشروں کے محروم طبقات اور پسماندہ علاقوں کے لئے ایک اور مسئلہ بھی ہے اور اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ سرکاری اداروں میں اساتذہ کی اکثریت انگریزی زبان میں تعلیم نہیں دے سکتی۔ جس کے سبب بچے کی تخلیقی صلاحیتوں میں نکھار ممکن نہیں۔ انگریزی ذریعہ تعلیم نے ہمارے طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو بری طرح مسخ کیا اور رٹا بازی سسٹم کو فروغ دیا ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق غیر زبان میں کسی فرد کی قوت اظہار تیس 30 فیصد گر جاتی ہے۔ اور کتنے ہی طلباء انگریزی زبان کی وجہ سے تعلیم سے دل برداشتہ ہو کر دیگر راستے اختیار کر لیتے ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہم 65 سال سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم انگریزی کے ذریعے ترقی کریں گے اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو عالمی طور پر تنہا ہو جائیں گے۔ جب کے یہ بات حقیقت کے برخلاف ہے۔ کیونکہ انگریزی زبان کسی کے لیے ترقی کی راہ اور کسی کے لیے تنزلی اور تعلم سے محرومی کا راستہ ہو گی لیکن بحیثیت قوم انگریزی زبان ہمارے لئے ترقی کا زینہ نہیں ہو سکتی۔ یہ بات ترقی یافتہ ممالک کی مثال سے واضح ہے اس وقت دنیا میں 200 کے قریب ممالک ایسے ہیں جو انگریزی کی بجائے اپنی زبان میں تعلیم دیتے ہیں جن کی اپنی زبان سرکاری زبان کے طور پر رائج ہے دنیا کے بڑے بڑے ترقی یافتہ ممالک جیسے فرانس، چین، روس، جرمنی، جاپان اور یونان وغیرہ اپنی قومی زبانوں میں ہی تعلیم دے رہے ہیں۔ موجودہ دور میں ایران کی مثال لیجئے آج سے 29 سال قبل ایران نے اپنی زبان میں تعلیم دینے کا فیصلہ کیا۔ اور اب پی۔ ایچ۔ ڈی (P.H.D) تک فارسی میں ہی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اپنی زبان میں تعلیم دینے کا ہی کمال ہے۔ کہ سترہ 17 سال سے ہر سال ایک سکالر نوبل انعام کے لیے ایران سے نامزد ہوتا ہے۔ اگر بالفرض ہم اردو زبان کی جگہ انگریزی کو لے آئیں تو ہم سے علامہ اقبال ''مولانا حالی'' سید سلیمان ندوی، مولانا شبلی اور ہماری تاریخ کے دیگر مفکرین ہم سے چھن جائیں گے اور ان کی جگہ شیکسپیئر، گوئٹے، ساترے، نائن بی، نام چوسکی، اور کارل مارکس وغیرہ آ جائیں گے پھر قوم جس فکری تباہی کا شکار ہو گی اس کا اندازہ خود لگایا جا سکتا ہے، دنیا کے مختلف علوم سے مستفید ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں اپنی زبان میں ترجمہ کیا جائے اس سے زبان بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترقی کرے گی اور قوم بھی مؤثر انداز میں علوم سے مستفید ہوگی اور اس کی صلاحیتیں اور تخلیقات نکھر کر سامنے آئیں گی اس صورت وہ اقوام عالم کا مقابلہ کر سکے گی۔

قارئین! بتایئے یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ غیر کی زبان کو اپنی زبان پر فوقیت دے دینا اور اس کو اپنا شعار' اور شیوہ بنالینا پھر اس کو بطور فیشن لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے فخر محسوس کرنا؟

قارئین! میں ہرگز بھی اس بات کا قائل نہیں کہ دوسری کسی بھی زبان کو نہیں سیکھنا چاہیے بلکہ جہاں تک بھی انسان کا بس چلے اسے اس زبان میں دسترس حاصل کرنی چاہیے لیکن سیکھنے اور اپنانے میں زمین وآسمان کا فرق ہوا کرتا ہے۔ اس کی سادہ سی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کا مطالعہ کرے اس کو سیکھے' مگر اپنائے نہ تو وہ مسلمان نہیں ہو جاتا یہ تو ہوسکتا ہے کہ وہ اسلام کے تمام پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر لے مگر اس کو مسلمان کہنا کسی بھی طور پر درست نہیں کیونکہ اگر اپنائے گا تو مسلمان اور اگر نہ اپنائے اور فقط سیکھنے پر ہی اکتفاء کرے تو وہ کس طرح نجات پا سکتا ہے؟

جلتی پر تیل کا کام انڈیا کی فلموں اور ڈراموں نے کر دیا ہے لوگوں کی اکثریت نے اپنی عادت بنالی ہے کہ جب تک وہ فلموں اور ڈراموں کے مقالموں (ڈائیلاگ) کو اپنی زندگی کا حصہ نہ بنالیں اس وقت تک ان کی زندگی ادھورے پن کا شکار رہے گی اور وہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اپنی زبان کو پس پشت ڈال کر اس کی جگہ خالص ہندی کو پروان چڑھنے کا موقع دیتے ہیں اس طرح اردو کے اصل متن اور معنی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ وہ اردو زبان ہے جو برصغیر میں مسلمانوں کی اہم زبان اور دنیا کی تیسری بڑی زبان ہے۔ جس کے تحفظ کے لیے ہمارے بزرگوں نے ایک چوکھی لڑائی لڑی اردو' ہندی تنازعہ نے سر اٹھایا برصغیر پاک وہند میں فسادات ہوئے۔ انگریزی زبان کے باوجود اسے زندہ رکھا گیا اس لیے پاکستان کے قیام کے بعد ہی بانی پاکستان محمد علی جناحؒ نے اردو زبان کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا تھا حالانکہ وہ خود انگریزی بولتے تھے اور اسی نظام سے پڑھے ہوئے تھے۔ مگر ان کی دوراندیش نگاہوں نے اس نظریے کو محسوس کر لیا تھا اردو پاکستان کی قومی زبان اور قومی اتحاد کی مظہر ہے۔ اس لیے اگر ہمیں اس قوم کو کسی فکری تباہی سے بچانا اور مغربی تہذیب کے اثرات سے محفوظ رکھنا ہے تو اردو کو ہی سرکاری اور تعلیمی زبان بنانا ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں عوام اس خبط میں پڑے ہوئے ہیں وہیں ہمارے لیڈر اور حکمران بھی اس وائرس کا شکار ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

چاہئے تو یہ تھا کہ اس مظلوم زبان کی دادرسی اور اس کے حق میں وہ دانشور، صحافی، کالم نگار اور وہ روشن خیال حضرات اپنی زبانوں اور قلموں کو حرکت دیتے تو جہاد کو دہشتگردی کا نام دے کر اس کو اپنانے سے روکتے ہیں اسلام کو تنگی والا دین کہہ کر لوگوں کے رخ اس سے پھیرتے ہیں حجاب کو عورت کے لیے قید کہہ کر عزت کی دھجیاں اڑاتے ہیں کہاں سو گئے ہیں وہ لوگ جو کہتے تھے کہ؛

خون جگر دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

اگر آج بھی اس مظلوم کی پکار کے لیے اٹھے ہیں تو وہ علماء ہی ہیں جنہیں دقیانوسی خیالات کا حامی قرار دے کر اس معاشرے کا بوجھ ثابت کرتے ہیں مگر

اندھیرے جاتے نہیں صرف سوچ لینے سے
چراغ خود نہیں جلتا جلانا پڑتا ہے

خدارا پاکستانیو!

اپنی اس مظلوم و بے کس زبان کو یوں پیروں تلے مت روندھو اور غیروں کے اس پھینکے ہوئے کانٹے میں پھنسنے کی کوشش مت کرو ورنہ تم بھی اس مچھلی کی مانند ہو جاؤ گے جو اپنی اصل خوراک کو چھوڑ کر کانٹے میں لگی خوراک کی طرف اپنا منہ بڑھاتی ہے اور اسے پتا اس وقت چلتا ہے جب شکاری اسے پھانس چکا ہوتا ہے۔

حکومت کو چاہئے کہ اپنے اس انگریزی لانے والے فیصلے پر نظر ثانی کرے اور اگر اس قوم اور ملک کے مقدر کے ساتھ مخلص ہے تو پھر اردو کو ہی بطور تعلیمی و سرکاری زبان رائج کیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا تو پھر

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

© rasailojaraid.com